

وَأَحْسَنُ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ (الآيَةُ)

أَحْسَنُ الْمَنَاسِكِ

و
تَكْمَلُهُ

یعنی

قربانی و عید قربانی کے مختصر مسائل و فضائل

تصنیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا
مفتی محمد زورولی خان صاحب مدظلہ العالی

بانی و رئیس الجامعة العربیة احسن العلوم و خطیب جامع مسجد احسن

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲۷ کراچی

فون نمبر ز: ۳۶۸۲۱۰-۳۶۸۳۵۶

جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر و اشاعت (پرنٹ میڈیا) سے
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زورولی خان صاحب دامت برکاتہم

کی حسب ذیل تصانیف دستیاب ہیں۔ نیز شعبہ نشر و اشاعت کی دیگر تصانیف
☆ تفسیر حسن بھری

☆ بدعتیوں کے درود کی شرعی حیثیت

☆ پیغام مسرت

☆ احسن العطر فی تحقیق الركعتین بعد الوتر

☆ احسن المقال فی رد صیام ستة شوال

☆ احسن المسائل والفضائل (رمضان شریف کے احکامات)

علاوہ ازیں دیگر کتب حسب ذیل ہیں:

☆ علماء حق پر علمائے سوکا بہتان عظیم

☆ دعوت فکر و نظر

☆ احسن التحقیقات

☆ فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں

☆ صرف سفید عمامہ سنت ہے

☆ غلامان انگریز

☆ النہر الفائق ۳۰۰ سال سے ناپاب ہونے کے بعد منعمہ شوہر پر آ رہی ہے (ذریعہ طبع)

☆ رضا خانی مذہب

☆ مہند عین کے بارے میں دو ٹوک فتویٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قربانی

جب سے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی تخلیق فرمائی ہے قربانی بھی انسانوں پر ضروری قرار دی ہے چنانچہ سورہ مائدہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی کا ذکر ہے۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق دونوں بھائیوں نے ایک اختلاف ختم کرنے کے لئے اپنی اپنی قربانی خدا کے سامنے پیش کی۔ چنانچہ تفاسیر میں ہے کہ ہابیل نے ایک مینڈھے کی قربانی کی اور قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار سے کچھ غلہ وغیرہ پیش کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ﴾

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ ان کو صحیح طرح بتادیتے۔

﴿إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ

الْآخَرَ﴾

ان دونوں نے قربانیاں کیں ان میں سے ایک (ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی

اور دوسرے (قابیل) کی قربانی قبول نہ ہوئی۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر مخالفین کا یہ سوال موجود

ہے کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرح اس نبی کی قربانی کو بھی آسانی آگ آ کر

جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر و اشاعت (الیکٹرونکس میڈیا) سے

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی

کی حسب ذیل تقاریر دستیاب ہیں:

☆ دورہ تفسیر کے مکمل کیسٹس

☆ جمعۃ المبارک کی تقاریر کے کیسٹس

☆ جمعۃ المبارک کے بعد فقہی مجلس میں سوالات و جوابات کی نشست کی کیسٹس

☆ ۲۰۰ گھنٹے کے دورہ تفسیر کے بیانات صرف دو CD میں دستیاب ہیں۔

☆ کمپیوٹر CD -3 - M.P.

جلادے۔

﴿حتى ياتينا بقربان تاكله النار﴾

یعنی اس پیغمبر پر ہم جب ایمان لائیں گے کہ اس کی قربانی کو آسانی آگ کھالے۔

تفسیر کی کتابوں میں اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں قربانی کے گوشت کا استعمال کسی کے لئے روانہ تھا یہاں تک کہ آسانی آگ اس کو جلا دیتی یہ قبول ہونے کی علامت ہوتی تھی۔ بلکہ شیخ ابو حیان اندلسی نے البحر المحیط میں نقل کیا ہے:

قال مجاهد كانت النار تاكل المردود وترفع المقبول الى السماء (تفسیر البحر المحیط ج ۳ صفحہ: ۴۶۱)

مجاہد فرماتے ہیں کہ جو قربانی قبول نہ ہوتی اس کو آگ جلا دیتی اور جو قبول ہو جاتی اس کو آسانی آگ آسان پر لے جاتی۔

موجودہ قربانی کی تاریخ اور شکل تاریخ عالم کی ایک حیرت انگیز مجاہدانہ قربانی سے شروع ہوتی ہے۔ اور وہ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اس قربانی سے ہے جو انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانی کے لئے پیش کیا اس کا تفصیلی واقعہ قرآن کریم کی سورہ صافات میں موجود ہے اور

اس کی مزید وضاحت حدیث و سیر کی کتابوں میں ملے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑی دعاؤں اور تمناؤں کے نتیجے میں اللہ منعم و محسن نے ایک لڑکا حضرت اسماعیل عطا فرمایا، ابھی یہ لڑکا چھوٹا ہی تھا کہ حضرت خلیل اللہ کو خدا کا ایک امتحانی حکم ملا کہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو مع ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کے مکہ معظمہ جو اس زمانے میں لوق و دوق چشیل ریگستانی خطہ تھا میں چھوڑ دے۔ حضرت نے اپنے رب کا یہ حکم پورا فرمایا، حدیث کی کتابوں میں ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو چھوڑا اور آپ روانہ ہوئے تو حضرت ہاجرہ نے پیچھے سے آوازیں دیں: الی من تو کتمونی؟ یعنی کن کے حوالے کر کے جارہے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا کی طرف سے ان کی طرف مڑ کر دیکھنے کی اجازت نہ تھی اس لئے حضرت علیہ السلام ان کو دیکھے بغیر چلے جا رہے تھے جب نظروں سے اوجھل ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ اللہ اذن لک بھدا؟ خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا؟ حضرت نے فرمایا: نعم، ہاں مجھے میرے رب نے ایسا ہی فرمایا تھا، اس پر حضرت ہاجرہ نے ایک متوکلا نہ اور مومنانہ جملہ ارشاد فرمایا کہ: اذا لا یضیعنا، یعنی اس وقت وہ خدا ہم کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کچھ آگے بڑھے بیوی اور بچہ نظروں سے غائب ہوئے حدیث میں آتا ہے حضرت زمین پر بیٹھ گئے اور پوری شفقت

سیلاب کی طرح موجزن ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رور و کر فرمایا:

﴿ربنا انى اسكنت من ذريتى بواد غير ذى زرع عند

بيتك المحرم ربنا ليقيموا الصلوة﴾

اے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کبھی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لایا ہے اے پروردگار تاکہ یہ نماز پڑھیں۔

اس کے بعد ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ حضرت کو اسی بیٹے کو قربان کرنے کے لئے کہا گیا اور حضرت کو یہ حکم بذریعہ وحی خواب میں ملا تھا چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿انى ارى فى المنام انى اذبحك فانظر ماذا ترى﴾

یعنی اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو ذبح کر رہا ہوں آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت اسماعیل نے انتہائی مطیعانہ جواب دیا اور فرمایا:

﴿يا ابت افعل ما تؤمر ستجدنى ان شاء الله من

الصابرين﴾

اے ابا جان! آپ وہی کر لیجئے جو آپ کو خدا کا حکم ہوا ہے۔ آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کو قربانی کے

لئے پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی قربانی کو قبول فرمایا اور فرمایا:

﴿يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا﴾

اے ابراہیم آپ نے اپنا خواب سچا کر کے دکھایا۔

﴿وفدينه بذبح عظيم﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت اسماعیل کا بدلہ ایک عظیم قربانی بنا دیا۔

ایک تو یہ خود عظیم قربانی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے سنت ابراہیمی کے نام سے تاقیامت ابد نشان رکھا ہے۔ دوسری طرف حضرت اسماعیل کے بدلے میں جنتی مینڈھا بھیج دیا گیا جس کو دیکھ کر باپ بیٹے کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔

قربانی کی موجودہ عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

عظیم یادگار ہے

قربانی کی موجودہ عبادت جو اسلامی روایات کا ایک درخشاں باب ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یادگار ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هذه سنة ابيكم ابراهيم

یہ تمہارے روحانی باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

صحابہ نے پوچھا ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: ہر ہر بال کے بدلے میں

مغفرت ملے گی۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

آں چہ در ہمت ناید آں دہد

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تاریخی سنت کو اپنے قول اور عمل

سے ایک سلسلہ تشکر و عبادت بنا دیا

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے تھے، حضرت

عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

تھے ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی (ترمذی،

نسائی، ابن ماجہ)

بعض مرتبہ کسی سفر میں قربانی کے دن آجاتے تو وہاں بھی آپ صلی اللہ

علیہ وسلم قربانی ترک نہیں فرماتے۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دنوں میں اللہ کے نزدیک انسان کا کوئی عمل قربانی

سے زیادہ محبوب نہیں۔ (بحوالہ ترمذی، ابن ماجہ)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں

ہم قربانیوں کو فریہ کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے اور سب مسلمانوں کی یہی

عادت تھی۔ ملاحظہ ہو صحیح البخاری کتاب الاضحیہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ عید کی نماز کے بعد

عید گاہ میں قربانی فرماتے تھے تاکہ سب مسلمانوں کو اس حکم شرعی کی اطلاع بھی

ہو جائے اور آداب قربانی بھی سیکھ لیں اور یہ بھی سب کو معلوم ہو جائے کہ عید

سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ راقم آثم زر ولی عرض کرتا ہے: شیخ جلال الدین

سیوطی وغیرہ بزرگوں نے صراحت فرمائی ہے کہ عید گاہ جا کر عید کی نماز پڑھنا

عید گاہ کے آس پاس قربانی کرنا اور جنازوں کی نماز مسجد کے باہر پڑھنا شعائر

اسلام میں سے ہیں۔ اس لئے فقہی مسئلہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے شہر والے

قربانی نہ کریں۔ ایک حدیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول امر نبداہ الصلوٰۃ ثم نذبح

یعنی پہلا کام آج کے دن ہمارا نماز ہے پھر قربانی کریں گے۔

ہاں دیہات والوں کے لئے عید کیلئے شہر میں جانے کے لئے قربانی عید

سے قبل جائز کی گئی ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذبح وینحر بالمصلی.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں ہی قربانی کیا کرتے تھے۔

قربانی کی عبادت کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس سے لگا لیا جائے کہ

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی

فرمائی جن میں سے ۶۳ اونٹوں کا نحر آپ نے اپنے دست اقدس سے فرمایا، باقی

کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے فرمادیا۔ ملاحظہ ہو صحیح مسلم۔

محدثین نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج اور منیٰ کا مبارک میدان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فضیلت کو خوب حاصل کرنے کے لئے اتنی بڑی قربانی فرمائی ورنہ اس سے قبل ہر سال دو مینڈھے قربانی کرنے کی عادت شریفہ تھی۔ (شروح بخاری)

مسائل عید و قربانی

(۱) نماز عید ہر عاقل بالغ مسلمان مرد پر بشرط صحت و اقامت واجب ہے اور یہ دو رکعت ہے (عالمگیری ج: ۱، ص: ۱۳۹۔ شامی ج: ۱، ص: ۵۵۵)

(۲) عید کے مستحبات صبح سویرے اٹھنا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اپنے اچھے کپڑے پہننا نئے ہوں تو بہتر ہے ورنہ دھلے ہوئے (محیط سرحسی) خوشبو لگانا، عید الاضحیٰ کے دن نماز کے لئے آتے جاتے وقت باواز بلند تکبیر کہنا، ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے آنا اور عید گاہ کو جلدی جانا، نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا واپسی پر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھا لینا

عید کے دن خوشی ظاہر کرنا، یعنی انبساط سے پیش آنا اور اپنے اہل و عیال پر کشادگی سے خرچ کرنا۔ محتاجوں اور ضرورتمندوں کا خیال رکھنا۔ واضح رہے کہ عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا سنت ہے اور مسلمانوں کا ہمیشہ سے شعار رہا ہے اگر عید گاہ قریب ہو تو پیدل چلنا افضل ہے۔ (فتاویٰ ظہیر یہ)

(۳) طریقہ نماز عید دو رکعت واجب نماز عید کی نیت

کی جائے اور امام کے ساتھ تکبیر اٹی کہی جائے پھر سبحانک اللہم پڑھا جائے، اس کے بعد امام تین تکبیریں کہے گا اور ہر تکبیر کے بعد بمقدار تین تسبیحات کے ہاتھ کھلے چھوڑ کر کھڑا رہے گا، اس دوران کچھ نہیں پڑھا جائے گا، تیسری تکبیر کے ساتھ ہاتھ باندھے اور چپ چاپ کھڑا ہو جائے، باقی یہ رکعت اور نمازوں کی طرح پوری کی جائے گی۔ دوسری رکعت جب امام پوری کرے تو رکوع میں جانے سے پہلے امام تین تکبیریں کہے گا اور تینوں کے ساتھ ہاتھ کھلے چھوڑنے پڑیں گے۔ بعد میں رکوع کو جانے کے لئے امام چوتھی تکبیر کہے گا۔ باقی نماز اور نمازوں کی طرح پوری کی جائے۔ نماز کے بعد دونوں خطبے سننا سنت ہے۔

(۴) تکبیرات تشریق ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر سے

تکبیرات تشریق شروع ہو جاتی ہیں ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد خواہ وہ جماعت سے پڑھی گئی ہو یا علیحدہ پڑھی گئی ہو، ایک مرتبہ بلند

آواز سے پڑھنا ضروری ہے۔ خاتون کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ آہستہ پڑھے۔ اگر امام بھول گیا تو مقتدیوں کو پڑھنا چاہئے، یاد آتے ہی اس کا پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر پہلے کی قضاء نماز ایام تشریق کے دنوں میں پڑھ لی گئی تو اس فرض نماز کے بعد بھی تکبیر پڑھی جائے گی۔ اور اگر ایام تشریق کی کوئی نماز بعد میں پڑھی گئی تو تکبیریں نہیں کہی جائیں گی۔ (عالمگیری ج: ۱، صفحہ ۱۵۲)

ایام تشریق ۵ ہیں یعنی ۹ رزی الحجہ کی نماز فجر سے ۱۳ رزی الحجہ کی عصر تک (مجموعہ ۲۳ نمازیں) کہ ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ آواز بلند پڑھنا ضروری ہے۔

مسیبوق نمازی بھی اپنی نماز پوری کرنے کے بعد تکبیر پڑھے گا۔ نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا ناجائز نہیں ہے۔ (نور الايضاح، الجنبی، بحر الرائق) تکبیرات تشریق یہ ہیں:

الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر والله الحمد

قربانی کے مسائل

ہر مسلمان، عاقل، بالغ صاحب نصاب اور متعم پر واجب ہے۔ (عالمگیری ج: ۱، صفحہ ۱۳۹، بدائع الصنائع ج: ۵، صفحہ ۶۳، مبسوط سرخسی

ج: ۱۲، صفحہ ۸، ہدایہ رابع صفحہ ۲۲، فتح القدیر ج: ۸، صفحہ ۳۳۵)

واضح رہے کہ نابالغ پر بھی بشرط غنی ہونے کے قربانی واجب ہے۔ (قاضی خان، عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۲۹۳)

نابالغ کی طرف سے اس کا باپ یا ولی قربانی کرے یہ ان کے لئے مستحب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۲۹۳)

قربانی نعمت زندگی کا شکرانہ ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے میراث کو زندہ کرنا ہے۔ (عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۲۹۲ بحوالہ بدائع)

مسافر پر قربانی نہیں ہے۔ قربانی کے دن متعین ہیں یعنی ذی الحجہ کی ۱۰ اور ۱۲ تاریخ تک۔

۱۰ رزی الحجہ کو صبح صادق کے بعد قربانی کرنا جائز ہے مگر نماز عید سے پہلے شہریوں کے لئے ناجائز ہے۔ (ہدایہ رابع کتاب الاضحیہ صفحہ: ۳۲۹)

مستحب وقت پہلا دن نماز عید اور خطبہ سننے کے بعد ہے قربانی رات کو بھی ہو سکتی ہے مگر مکروہ ہے۔

(عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۲۹۶۔ ہدایہ رابع کتاب الاضحیہ)

قربانی خود کرنا افضل ہے بشرطیکہ وہ جانتا ہو ورنہ کسی دوسرے سے

کرائے، لیکن قربانی کے وقت اس کا موجود ہونا بہتر ہے۔

مندرجہ ذیل حیوانات کی قربانی جائز ہے

اونٹ، (کم از کم پانچ سال کی عمر تک) گائے اور بھینس (کم از کم دو سال تک) دنبہ اور بکرا (سال بھر کا) واضح رہے کہ کوئی دنبہ اگر چھ مہینے کا ہو مگر دیکھنے میں سال بھر کا لگتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ اگر کسی حیوان کے دانت وغیرہ پورے نہیں نکلے ہیں مگر شکل و صورت سے وہ پورا لگتا ہے، اور اس کا مالک اس کی مطلوبہ عمر بتاتا ہے تو ایسے حیوان کی قربانی جائز ہے، گائے بھینس اور اونٹ کے اندر سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ سات سے کم ہوں تو بھی جائز ہے مگر سات سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ (ہدایہ جلد رابع صفحہ ۴۲۸۔ مطبوعہ رشیدیہ دہلی)

جس جانور کے سینگ بالکل نہ نکلے ہوں اس کی قربانی بھی جائز ہے، خصی اور مجنون حیوان کی قربانی بھی جائز ہے، چونکہ خصی کا گوشت اچھا ہوتا ہے اس لئے اس کی قربانی بہتر ہے، مردے کی طرف سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر مردے کی وصیت ہے تو اس قربانی کا سارا کا سارا گوشت فقراء ہی کو دیا جائے، غنی کو اس سے کھانا جائز نہیں۔

اگر مردے کی وصیت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے بطور ثواب کے کی جاتی

ہے تو قربانی کا حکم دیگر قربانیوں کی طرح ہے یعنی خود بھی کھا سکتا ہے اور غنی اور غیر غنی سب کو کھلا سکتا ہے۔ (ہدایہ جلد رابع صفحہ ۴۳۳)

مندرجہ ذیل حیوانات کی قربانی جائز نہیں ہے

اندھے، بھینگے اور ایسے لنگڑے کی جو اپنی قربان گاہ تک نہ جاسکتا ہو اسی طرح ایسے دم کٹے اور کان کٹے جن کے کان یا دم کا نصف حصہ یا اکثر کٹ چکا ہو قربانی جائز نہیں ہے۔ اگر کان یا دم کا اکثر حصہ باقی ہے تو قربانی جائز ہے۔ (شامی ج ۵، صفحہ ۶۰۲، ہدایہ رابع صفحہ ۴۳۱، فتح القدیر ج ۸، صفحہ ۴۳۴)

قربانی کے اندر اگر شرکاء قربانی میں سے کسی کی نیت قربانی کی نہیں ہے تو اس کے ساتھ تمام شرکاء کی قربانی خراب ہو جائے گی۔ (خلاصۃ الفتاویٰ جلد رابع کتاب الاضیئہ صفحہ ۳۲۲، ہدایہ رابع صفحہ ۴۳۳)

قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کا

مستحب طریقہ

قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں بانٹنا مستحب ہے۔ ایک حصہ اپنے لئے دوسرا حصہ رشتہ داروں اور احباب کے لئے، تیسرا حصہ فقراء اور مساکین کے لئے۔ قربانی کا گوشت خود کھانا اور ذخیرہ کرنا مستحب ہے قربانی کا گوشت کسی غنی کو فقیر کو مسلمان کو غیر مسلمان کو دے دینا سب جائز ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۳۰۰)

اگر سارا گوشت کسی کو دے دیا گیا یا سارا خود رکھ لیا تو بھی جائز ہے۔ ہاں سارا گوشت صدقہ کرنا افضل ہے۔ واضح رہے کہ اگر وہ شخص خود صاحب عیال ہے اور ضرورت مند ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا خود رکھ لے۔

(بدائع الصنائع کتاب الاضیحة، عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۳۰۰)

قربانی کے دنوں میں جو شخص بوجہ نادار ہونے کے قربانی نہیں کر سکتا ہو اس کو مرغی یا مرغی کا ذبح کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ مجوسیوں کی رسومات میں سے ہے۔ (عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۳۰۰)

☆☆☆

قربانی کے آداب

مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور فریبہ، خوبصورت اور موٹا ہو۔ دنبے کی قربانی افضل ہے بہتر یہ ہے کہ سینگوں والا، خوبصورت اور موٹا تازہ ہونے، ذبح کرنے کا چھرا لوہے کا اور تیز دھار ہونا چاہئے، مستحب یہ بھی ہے کہ ذبح کرنے کے بعد کچھ دیر انتظار بھی کیا جائے یہاں تک کہ وہ حیوان ٹھنڈا ہو جائے اور اس کی جان بالکل نکل جائے، ذبح کر کے کھال کا فوراً کھینچنا مکروہ ہے یہودی یا عیسائی کے ہاتھوں کا ذبح کیا ہوا جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔

قربانی کے جانور کو چند دن پہلے پالا جائے اور اس کے گلے میں پٹہ یا اس کے اوپر شال ڈالنا بہتر ہے۔ اور اسے قربان گاہ کی طرف بہت اچھے طریقے سے اور نرمی کے ساتھ لے جایا جائے ذبح ہونے کے بعد اس کی شال یا پٹہ صدقہ کر دیا جائے۔

قربانی کے جانور سے قربانی ہونے سے پہلے فائدہ لینا مثلاً دودھ نکالنا، روٹی کتوانا یا سوار ہونا یا کوئی اور کام لینا مکروہ ہے، اگر تھنوں میں دودھ موجود ہے تو اس کو ٹھنڈے پانی سے چھینٹے دیئے جائیں تاکہ وہ سوکھ جائے۔ لیکن اگر دودھ نہ نکلنے سے حیوان کو نقصان پہنچتا ہے تو دودھ نکالا جائے اور صدقہ کر دیا جائے۔

قربانی کے جانور کی کھال کو صدقہ کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ کھال اگر بیچ دی گئی تو اس کی قیمت لازماً مستحق فقراء کو دے دی جائے۔

مسئلہ :- اگر کھال بیچ دی گئی تو وہ رقم فقراء کو پہنچانا ضروری ہے، قربانی کا گوشت یا کھال بطور عوض کے قصاب وغیرہ کو دینا جائز نہیں ہے۔ (ہدایہ رابع کتاب الاضحیہ صفحہ: ۴۳۴)

مسئلہ :- کسی سیاسی جماعت یا رفاہی ادارے میں کھالیں دینا درست نہیں ہے۔ یہ خالصتاً مستحقین اور نادار لوگوں کا حق ہے۔

مسئلہ :- مسجد میں یا مردے کے تجھیز و تکفین میں کھال خرچ نہیں ہو سکتی اس دور میں کھالوں کا بہترین مصرف مدارس دینیہ عربیہ ہیں جن کے نادار طلبہ کی ہمہ کفالت تقریباً اس تعاون سے ہوتی ہے یوں دین کی نصرت و معاونت بھی ہو جاتی ہے۔ اور نادار مستحقین کو اپنا حق بھی پہنچ جاتا ہے۔

مسئلہ :- مدرسے کی تعمیر یا اساتذہ و ملازمین کی تنخواہوں میں کھال کی قیمت بھی زکوٰۃ و فطرے کی طرح خرچ نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا مصرف نادار و مستحق طلباء کی ذات ہے، ان کے کھانے پینے ناشتے و وظائف و علاج و معالجہ اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوگی۔

وضاحت :- واضح رہے کہ اہل علم اس بات کا پورا اہتمام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی رقوم طلباء ہی پر خرچ ہوں، ہم نے بھی یہ مسئلہ مزید وضاحت کے طور پر عرض کر دیا۔

ذبح کرنے کے آداب

ذبح کرتے وقت زبان سے نیت کرنا غیر ضروری ہے، دل میں نیت کی جائے اور زبان سے بسم اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔

ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے:

رَبِّ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِذِکْرِکَ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ
صَلٰتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحَیَاىَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْہٗ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ عَنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ
وَ خَلِیْلِکَ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ (بدائع الصنائع ج: ۵، صفحہ: ۷۹، ۸۰)

اگر قربانی کسی کی طرف سے ہو تو مینی کی جگہ من اور پھر اس شخص کا نام

لے لیا جائے۔

واحسن كما احسن الله اليك (الآيه)

تكملة

تصنيف

شيخ الحديث حضرت مولانا

مفتی محمد زر ولی خان صاحب مدظلہ العالی

بانی و رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم و خطیب جامع مسجد احسن

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

فون نمبر: ۳۶۸۲۱۰-۳۶۸۳۵۶

بسم الله الرحمن الرحيم

تكملة

۱..... نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا افضل تو یقیناً ہے جس کو مستحب کے درجے میں فقہانے لکھا ہے حسن ابن زیاد کی ایک روایت امام ابو حنیفہ نابالغ اولاد اور یتیم پوتے کی طرف سے باپ اور دادے پر قربانی واجب لکھی ہے مگر مفتی بہ قول یہ ہے کہ یہ مستحب ہے اور واجب نہیں ہے عالمگیری میں ہے والفتویٰ علی ظاہر الروایہ۔ (عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۲۹۳)

مبسوط سرخسی کی عبارت سے بھی یہی سمجھا گیا ہے کہ واجب ہے۔ (مبسوط ج: ۶، صفحہ ۱۳۰)

مگر تحقیق یہ ہے کہ دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ باپ یا دادا خود مالدار ہو اور اولاد یا پوتے غیر مالدار ایسی صورت میں فقہانے استحباب کے درجے میں ان کی طرف سے قربانی کرنا لکھا ہے جیسا کہ غلاموں کی طرف سے آقا کے لئے قربانی کرنا مستحب لکھا ہے:

ويستحب ان يضحى عن مماليكه هكذا في

التاتارخانيه (عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۲۹۳)

دوسری صورت وجوب کی ہے یہ تب ہوگی کہ نابالغوں کی اپنی مالیت ہو اس میں اگرچہ اختلاف رہا ہے۔ وجوب کا قول بھی کیا گیا ہے چنانچہ عالمگیری میں ہے کہ:

وان كان لصغير مال قال بعض مشائخنا تجب على الاب كذا في فتاوى قاضى خان وهو الاصح هكذا في الهدايه۔ (عالمگیری ج: ۵، صفحہ: ۲۹۳) در مختار کی عبارت میں جہاں آیا ہے کہ عن نفسه لا عن طفله یعنی اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے نابالغ اولاد کی طرف سے نہیں۔ اس پر علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے: ای من مال الاب یعنی باپ کے مال میں سے واجب نہیں۔ آگے انہوں نے استحباب کو تسلیم کر لیا ہے۔

فتاویٰ شامی ج: ۵، صفحہ ۲۰۰ آگے چل کر در مختار کی عبارت میں ویضحی عن ولده الصغير من ماله ای من مال الصغير یعنی اگر نابالغ اولاد کا اپنا مال ہو تو باپ ان کی طرف سے قربانی کرے۔ علامہ شامی نے یہ فرق واضح فرمایا کہ مال ہونے کی صورت میں خود نابالغ کے مال میں سے کرنا ہے۔ اس کی تائید میں علامہ شامی نے علاء الدین کا سانی کے بدائع الصنائع کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے ہاں قربانی کے وجوب کے لئے عقل و بلوغ شرط نہیں ہے۔ گویا یہ وجوب شیخین کے قول کے مطابق ہے۔ اب معلوم ہوا کہ علامہ ابن عابدین کا اضحیہ کی بحث کے آخر میں یہ

فرمانا ان الصحيح عدم وجوبها فى مال الطفل بنا بر اختلاف بعض مشائخ ہے، مگر علامہ شامی نے یہاں یہ وضاحت کر دی کہ ظاہر مذہب کے مطابق نہ تو بچے کے مال میں قربانی واجب ہے اور نہ بچے کی طرف سے باپ پر قربانی واجب ہے، اس کو ظاہر روایت کہا ہے۔

۲..... اس میں اختلاف ہے کہ عیب کتنا ہو جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہو۔ امام ابوحنیفہؒ سے چار روایتیں ہیں چنانچہ ہند یہ میں ہے فعن ابی حنیفہ اربع روایات ہند یہ ج: ۵، صفحہ ۲۹۸ مشہور دو قول ہیں۔ فقہ حنفی کے تمام متون میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر نصف سے کم معیوب ہو اور اکثر حصہ درست ہو تو قربانی جائز ہے بعض کتب فتاویٰ میں دوسرا قول راجح سمجھا گیا ہے، یعنی ایک تہائی اور اس سے کم کم تو معاف ہے لیکن ایک تہائی سے زیادہ عیب ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہ ہوگی عالمگیری اور قاضی خان وغیرہ میں اس کو اختیار کیا گیا ہے آج کل اکثر دارالافتاء اس کے مطابق فتویٰ صادر کرتے ہیں مگر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ پہلا قول یعنی نصف سے کم قلیل اور معاف ہے۔ اور نصف یا نصف سے زیادہ ہونے کی صورت میں عیب کثیر یعنی قربانی کے لئے ناجائز ہونے کی وجہ سمجھا جائے۔ شیخ شمس الدین سرخسی فرماتے ہیں کہ نصف کے اندر بھی جواز اور عدم جواز برابر ہے۔ لکن لما استوى المانع والمجوز يترجح المانع احتیاطاً۔ یعنی بنا بر احتیاط نصف عیب کو ناجائز سمجھا گیا۔ مبسوط سرخسی

ج: صفحہ ۱۶ ج ۱۲ یہی تحقیق علامہ علاء الدین کاسانی کی ہے ملاحظہ ہو بدائع
الصنائع ج: ۵، صفحہ ۷۵۔ فتح القدیر ج: ۸، صفحہ ۴۳۴ بنا یہ شرح ہدایہ ج: ۹ صفحہ
۱۳۳۔ ۱۳۵ ان تمام کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا تو یہ
پہلے سے قول تھا بعد میں حضرت امام ابو حنیفہ نے بھی اسکو اختیار فرمایا، چنانچہ
علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ:

هذا رجوع من ابی حنیفہ الی قولہ مبسوط جلد بالا صفحہ بالا۔
علامہ ابن عابدین کے فتاویٰ شامی میں اس کو حق اور مفتی بہ کہا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:
وهی قولہما والیہ رجوع امام أن الکثیر من کل شیء
اکثره وفي النصف تعارض جانبان، ای فقال لعدم الجواز
احتیاطا بدائع وبہ ظہر انما فی المتن کالہدایہ والکنز
والملتقى هو الرابعہ وعلیہا الفتوی۔
یعنی صاحبین کے قول ہونے کے علاوہ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی فرمان ہے اور
نصف سے کم کم بھی جاتی ہے۔ نصف میں احتیاطا ناجائز کو اختیار کیا گیا ہے
لیکن نصف سے زیادہ صحیح ہے اور نصف سے کم میں عیب ہو تو متون
اور مذہب صحیح کے مطابق فتویٰ اسی پر ہے۔ فتاویٰ شام ج: ۵، صفحہ ۲۰۶)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نے سعید ابن مسیب کے ایک اثر پر
کلام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ احادیث و آثار کے مطابق امام ابو حنیفہ
اور صاحبین کا یہ فرمانا کہ جب نصف سے کم ہو تو اسکو معاف سمجھا جائے یہ درست

ہے کیونکہ کسی چیز کا نصف سے کم ہونا عرف میں قلیل سمجھا جاتا ہے۔
وہذا هو قول ابو یوسف و محمد رجوع ابو حنیفہ الیہ۔
یعنی اب ہمارے تینوں اماموں کا یہ آخری قول ہے۔ (اعلاء السنن جلد ۱۔
صفحہ: ۲۴۳)

آخری گزارش

کوشش اس بات کی کی جائے کہ جانور خریدتے وقت ایک تہائی سے
زیادہ عیب والا نہ ہوتا کہ اختلاف سے حفاظت رہے مگر کہیں ایسا جانور اگر آ گیا
ہو جس کے اندر ایک تہائی سے زیادہ اور نصف سے کم عیب پایا گیا تو اس کی
قربانی بھی درست ہوگی کیونکہ مضبوط اور فیصل قول یہی ہے۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

۳..... شرکاء قربانی کے لئے یہ تو افضل ہے کہ سب کی نیت قربانی ہی
کی ہو لیکن اگر قربانی کے علاوہ اور قربت یعنی ثواب کی نیت سے قربانی کر لی گئی
مثلاً بعض شرکاء قربانی کی نیت سے شریک ہیں لیکن بعض عقیقہ کی نیت سے
شریک ہیں یا بعض شرکاء نے نقلی قربانی کی نیت کی ہے اسی طرح کسی مرحوم کی
طرف سے بطور ثواب کے جو نیت کی جاتی ہے یہ سب چونکہ عبادت کی قسمیں

ہیں اسی لئے قربانی جائز ہوگی، ملاحظہ ہو بلکہ اگر ویسے کے لئے گوشت کا ارادہ ہو تو اس سے قربانی خراب نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ ہند یہ ج: ۵، صفحہ ۳۰۴۔ فتاویٰ شام ج: ۵، صفحہ ۲۰۷) ہاں جہاں تک ہو سکے سب شرکاء کی نیت قربانی ہی کی ہو تو یہ زیادہ افضل ہے اور امام صاحب کی ایک روایت کے مطابق کراہت سے بھی حفاظت رہے گی۔

اگر قربانی مرحوم کی وصیت کے مطابق مرحوم کی طرف سے ہو یا قربانی کرنے والا نذر کی نیت کر چکا ہے تو وصیت اور نذر کی قربانی کے گوشت میں سے نہ خود کھا سکتے ہیں اور نہ کوئی غنی کھا سکتا ہے بلکہ سارے کا سارا فقراء کو خیرات کیا جائے گا۔ (شامی ج: ۵، صفحہ ۲۰۴)

ایصال ثواب کے لئے مرحومین یا بزرگوں کی طرف سے جو قربانی بعض لوگ کرتے ہیں یہ بہت ہی بڑے ثواب کا کام ہے اور اس قربانی کا گوشت بھی اپنی قربانی کے گوشت کی طرح استعمال ہوگا۔ (شامی ج: ۵، صفحہ ۲۰۷)

۴..... اگر کسی نے قربانی کا جانور قربانی کی نیت سے خریدا ہے اور بعد میں اور لوگوں کو اپنے ساتھ اسی جانور میں شریک کرنا چاہتا ہے تو اگر جانور خریدتے وقت اس نے اور لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں کی تھی تو اب اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے جس پر اپنی قربانی واجب ہوتی ہے تو اس کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ شخص صاحب نصاب نہیں ہے فقیر ہے تو دوسروں کو

شریک نہیں کر سکتا، کیونکہ خریدا ہوا جانور اس کی نیت کی وجہ سے لازماً اسکی طرف سے قربان ہوگا۔ (ج: ۵، صفحہ ۲۰۲۔ ۲۰۱ عالمگیری ج: ۵، صفحہ ۳۰۴)

۵..... اگر شرکاء قربانی میں سے کوئی مر گیا تو مرحوم کے ورثاء کی اجازت سے یہ لوگ قربانی کر لیں، لیکن اگر ورثاء کی اجازت کے بغیر قربانی کر لی گئی تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ مرنے کے بعد مرحوم کا حق ورثاء کو منتقل ہوا، اب ان کی اجازت کے بغیر قربانی کرنے سے ساری قربانی خراب ہو جائے گی۔ (شامی ج: ۵، صفحہ ۲۰۷)

ایک ضروری وضاحت

عید کے دن نماز عید کے بعد عید کی خوشیوں میں ایک دوسرے سے مصافحہ یا معانقہ کرنا، عید کی خوشیاں سمجھ کر جائز بلکہ ستھن ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب ایک دوسرے سے عید کے دن ملاقات کرتے تو تقبل اللہ منا ومنک کہتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا التقوا يوم العيد يقول بعضهم لبعض تقبل الله منا ومنك. (فتح الباری ج: ۲، صفحہ ۳۷۱)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے کیونکہ ”قبول فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے اور میری طرف سے“ یہ عید مبارک ہی کی اصل معلوم ہوتی ہے۔

علامہ شامیؒ نے بھی ”عید مبارک“ کو اس وجہ سے جائز فرمایا ہے۔

(شامی ج: ۱، صفحہ ۵۵۷)

زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز عید کے بعض جائز قسم کے کھیل کھیلے جاتے تھے۔ محدثین نے فرمایا ہے کہ کیونکہ عید کے دن خوشیاں منانا عید کے متعلقات میں سے ہیں، اس لئے عید کی خوشیوں کے طور پر اگر ایک دوسرے سے ہاتھ یا گلے ملا جائے تو یہ بھی عید کی خوشیاں ہی سمجھی جائیں گی۔ تفصیلات کے لئے فتح الباری ج: ۲، صفحہ ۳۷۱ ملاحظہ ہو۔

صحیح البخاری وغیرہ کی صحیح ترین حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد موجود ہے کہ میرے گھر کچھ لڑکیاں خوش آوازی کے ساتھ جنگ بعاث کے اشعار پڑھتی تھیں، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا:

أبسمز امیر الشیطان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذلک فی یوم عید.

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر ان لكل قوم عید وهذا عیدنا.

(ملاحظہ ہو بخاری ج: ۱، باب سنت العید لائل الاسلام۔ فتح الباری ج: ۲، صفحہ ۳۷۱)

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان لڑکیوں کے اشعار کو برامانا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عید کا دن ہے اور عید کی خوشیوں کی وجہ سے ایسے اشعار پڑھنا درست ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ کھیل کود یا شعر و شاعری فی نفسہ مباح ہے اس کو مندوب نہیں کہا جاسکتا، لیکن اگر عید کی خوشیاں سمجھی جائیں تو چونکہ عید کی خوشیاں منانا شریعت کے مطابق ہے تو یہ عبادت بن جائے گی۔

لأن المباح قد یرتفع بالنیة الی درجة ما یناب علیہ.

یعنی مباح کام سنت صالحہ کی وجہ سے ثواب کا باعث بن جاتا ہے۔ مصافحہ اور معافقہ عید کی خوشیوں میں سے ہیں اور یہ کھیل اور شعر و شاعری سے کسی درجہ میں کم نہیں ہو سکتے بلکہ مصافحہ کے تو مستقل احادیث موجود ہیں، نیز معافقہ ایک قسم کا علاج بھی ہے کیونکہ بعض روایات کے مطابق عید جیسے مبارک اوقات میں سب لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے مگر جو شخص کسی مسلمان کے لئے دل میں بغض دیکھتا ہو اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ اس لئے ہمارے ان علاقوں میں عید کے دن گلے ملتے ہیں گویا ایک قسم کا علاج بھی ہے تاکہ سینے میں کسی قسم کا کھوٹ اور کینہ نہ رہے ملاحظہ ہو المدخل۔ علامہ ابن الحاج کی امام بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے یہ نہ کہا جائے کہ بعض اکابر سے ممانعت آئی ہے کیونکہ بہت سارے اکابر کے جواز بھی مروی

ہیں تفصیلات کے لئے سورۃ الفتح کا آخر تفسیر روح المعانی میں ملاحظہ ہو۔

سلطان العلماء عز بن عبدالسلام بھی جواز کے قائلین میں سے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ مصافحہ اول ملاقات کے وقت ہے۔ عید سے پہلے لوگوں کا ملنا اور پھر ملنا درست نہیں تو گزارش یہ ہے کہ اول ملاقات کا مصافحہ بھی ثابت ہے لیکن دوسرے اوقات میں مصافحہ کی ممانعت نہیں آئی۔ بلکہ خوشی اور سرور کے موقع پر مصافحہ اور معانقہ دونوں مروی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس مصافحہ یا معانقہ کو بدعت ہرگز نہ کہا جائے اور سنت بھی نہ سمجھا جائے ہاں عید کی خوشیوں کے طور پر استحسان کے درجے میں اس کو تسلیم کر لیا جائے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے بھی عید کے دن مصافحہ اور معانقہ کو ضروری سمجھنا بدعت کہا ہے فتاویٰ رشیدیہ صفحہ: ۱۰۲۔ ظاہر ہے کہ جب اس کو سنت نہ سمجھا جائے بلکہ عید کی خوشیاں سمجھ کر لیا جائے تو ضروری ہرگز نہیں رہی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کسی موقع پر اس کی مزید تفصیل عرض کر دی جائے گی۔

وما ذک علی اللہ بعزیز

دعا گو:۔ محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

فون نمبر: ۳۶۸۲۱۰ - ۳۶۸۳۵۶

۵/ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احسن التعارف

☆ الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم بفضلہ تعالیٰ خالصتاً لوجه اللہ المکریم دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

☆ جامعہ کی بنیاد رئیس الجامعہ

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم

نے ۱۳۹۵ھ میں رکھی۔

☆ جامعہ کا مقصد ایسے مقتدر اور باعمل علماء تیار کرنا ہے جو امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔

☆ جامعہ میں مکمل درس نظامی یعنی تفسیر قرآن کریم، حدیث شریف، فقہ، کتب اصول، ادب عربی، منطق و فلسفہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

☆ علوم اسلامیہ کی مکمل تعلیم کے علاوہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم، درجہ اعدادیہ (مساوی آٹھویں جماعت تک کی کتب مع ابتدائی عربی و فارسی ادب و دینی کتب) کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

☆ جامعہ ہذہ میں درجات تخصصات (پی۔ ایچ۔ ڈی) کا معقول انتظام ہے۔

☆ جامعہ ہذہ کے دارالافتاء میں دنیا بھر سے آئے ہوئے استثناء کے جوابات نہایت تحقیق

و تدقیق کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب

مدظلہ العالی کی نگرانی میں دیئے جاتے ہیں۔

☆ دوران تعطیلات جامعہ میں دورہ تفسیر قرآن کریم کا اعلیٰ انتظام و اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں ہر خاص و عام حضرات و خواتین (پردہ کے ساتھ) شریک ہوتے ہیں۔

☆ جامعہ کے اساتذہ کرام کی تعداد میں سے متجاوز ہے۔

☆ جامعہ میں ملکی و غیر ملکی طلباء و طالبات کی تعداد حسب ذیل ہے۔

- (۱) مرکز (الجامعۃ العربیہ احسن العلوم گلشن اقبال ۲ کراچی) کتب حفظ و ناظرہ کے طلباء 2000
 (۲) مرکز (الجامعۃ العربیہ احسن العلوم گلشن اقبال ۲ کراچی) کتب حفظ و ناظرہ کی طالبات 300
 (۳) جامعہ کی تینوں شاخوں:

(الف) جامعہ احسن المدارس پربائی و سہ ماہیہ گلشن معمار۔

(ب) جامعہ احسن المقاصد ماڑی پور سیرگاروڈ۔

(ج) جامعہ احسن الدراسات F-11 نیو کراچی۔ میں طلباء کی مجموعی تعداد 500

(۳) جامع مسجد امام ابو یوسف گلشن اقبال ۲ کراچی طلباء و طالبات برائے حفظ و ناظرہ 300

(۵) مسجد اقصیٰ گلشن اقبال ۲ کراچی طلباء و طالبات برائے حفظ و ناظرہ 200

(۶) جامع مسجد امام ابو یوسف تعلیم بانگان (مختصر درس نظامی) 50

(۷) جامع مسجد احسن بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی دورہ تفسیر کے طلباء و طالبات 4000

7350 طلباء کی کل تعداد

جامعہ کی جامع مسجد احسن کے تینوں منازل اللہ کے فضل و کرم سے دو کروڑ روپے سے زیادہ کی لاگت سے تیار ہو چکی ہے، اس سے نمازی حضرات اور طلباء کے بہت سارے مسائل جو نماز اور درس سے متعلق تھے خوش اسلوبی سے حل ہو گئے، جامع مسجد سے متصل تین منزلہ

وضو خانہ اور دارالحدیث کی دوسری منزل پر دارالمتخصصین یعنی Phd. کرنے والوں کیلئے کلاس روز تیار کی کے آخری مراحل میں ہیں۔ جس میں ایک سو مفتی حضرات بیک وقت افتاء کی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔

جامعہ کے مغربی سمت جامعہ کا "دار الاقامہ" (☆ جوان شاہ اللہ العزیز 90 نوے کروڑ پر مشتمل ہوگا) ہنوز تک نہ تکمیل ہے۔ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کے قیام میں بڑی دقت پیش آرہی ہے۔ حق تعالیٰ کے فضل اور خصوصی امداد کا انتظار ہے، جیسے ہی یہ اسباب مہیا ہوں گے طلباء کو تحصیل علم میں بہت سہولت ہو جائے گی۔

جامعہ کی شاخ احسن المقاصد اور جامع مسجد المقصود کی پوری کی پوری تعمیر باقی ہے طلباء کی تعلیم اور رہائش کے لئے چند عارضی کمرے اور نماز پڑھنے کے لئے ایک مصلیٰ (عارضی مسجد) تیار کرائی گئی ہے۔ جبکہ باقاعدہ جامع مسجد اور جامعہ کی تعمیر کی سخت ضرورت ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کے فضل اور خاصانِ خدا کے تعاون سامنے آتے ہی یہ سب منصوبے بغیر تاخیر شروع کر دیئے جائیں گے۔ لہذا اہل خیر سے دینی رشتے کے توسط سے استدعا ہے کہ وہ اپنا بھرپور تعاون، زکوٰۃ، فطرہ، اللہ کے نام کے نذر اور قربانی کی کھالیں اور دیگر خیرات و صدقات سے اس کا خیر میں ہماری مدد فرمائیں اور دونوں جہانوں کی سعادت، سرخروئی اور اجر و ثواب کے مستحق بنیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

الداعی:

(مولانا مفتی) محمد زولسی خان عفا اللہ عنہ منجانب:- انتظامیہ ٹرسٹ

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم

بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی

فون نمبرز: 468210 - 4968356

رئیس الجامعۃ العربیہ احسن العلوم

بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی